تذکرۃ النبلاء فی تراجم العلماء

عبد الرشید عراقی

تذکرۃ النبلاء فی تراجم العلماء

یعنی

خاندان ولی اللّٰہی، خاندان حضرت میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی، خاندان عمر پور ضلع مظفر نگر، علمائے بنارس ﴿خاندان مولانا سید جلال الدین احمد جعفری ہاشمی و خاندان مولانا محمد سعید محدث بناری﴾ خاندان لکھوی، خاندان غزنویہ امرتسر، خاندان مولانا فیض اللہ بھوجیانی، علوی خاندان سوہدرہ ﴿مولانا عبدالمجید سوہدروی﴾ قصوری خاندان، روپڑی خاندان، یزدانی خاندان، کیلانی خاندان اور ان کے علاوہ ﴿۱۷﴾ نامور علمائے اہلحدیث کے حالات و واقعات اور ان کی تدریسی و تصنیفی خدمات تذکرہ ﴿کل ۱۷۴ علمائے اہلحدیث کا تذکار جمیل﴾

عبد الرشید عراقی

بیت الحکمت لاہور

۲۹۷۔۶۱۰۹۲ عراقی، عبدالرشید

ع را ت   تذکرۃ النبلاء فی تراجم العلماء

لاہور: بیت الحکمت
۲۰۰۴ء
۴۱۶ ص

۱۔ تاریخ، سوانح، تذکرہ

ISBN 969-8773-19-3

۲۰۰۴ء

کتاب : تذکرۃ النبلاء فی تراجم العلماء

مصنف : عبدالرشید عراقی

اہتمام : بیت الحکمت، لاہور

مطبع : انتخاب جدید پریس، لاہور

قیمت : ۲۲۰/- روپے

کتاب سرائے

ناشران و تاجران کتب خانہ جات

فرسٹ فلور، الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ
اردو بازار، لاہور فون 7320318
hikmat100@hotmail.com

کراچی میں ملنے کا پتہ
فضلی بک سپر مارکیٹ، اردو بازار، کراچی ۰۲۱:۲۲۱۲۹۹۱

(۷) غزنوی خاندان (امرتسر ولاہور)

(۸) خاندان مولانا فیض اللہ بھوجیانی

(۷)

خاندانِ غزنویہ (امرتسر)

۱ سید عبداللہ غزنوی

۲ محمد بن عبداللہ غزنوی

۳ سید عبدالجبار غزنوی

۴ سید عبدالواحد غزنوی

۵ سید عبدالرحیم غزنوی

۶ سید عبدالاوّل غزنوی

۷ سید عبدالغفور غزنوی

۸ سید محمد داؤد غزنوی

۹ سید اسمٰعیل غزنوی

۱۰ حافظ محمد زکریا غزنوی

۱۱ سید ابوبکر غزنوی

سید عبداللہ غزنوی

مولانا سید عبداللہ غزنوی بن محمد بن محمد شریف ۱۲۳۰ھ میں "قلعہ بہادر خیل" غزنی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنی والدہ محترمہ سے حاصل کی جو ایک صالحہ خاتون تھیں۔ جب آپ میں کچھ شعور پیدا ہوا تو علامہ شیخ حبیب اللہ قندھاری کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ علامہ شیخ حبیب اللہ قندھاری مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ دہلوی سے مستفیض تھے۔ مولانا سید عبداللہ غزنوی حضرت علامہ قندھاری کی خدمت میں پیدل سفر کر کے جاتے تھے۔ حضرت علامہ قندھاری فرمایا کرتے تھے کہ یہ شخص دینی مسائل کی تحقیق کے سلسلہ میں دور دراز کا سفر کر کے آتا ہے اور مسائل کی بڑی تحقیق کرتا ہے۔

مولانا سید محمد داؤد غزنوی لکھتے ہیں کہ:

"حضرت عبداللہ غزنوی جب دوبارہ تشریف لے گئے تو آپ کے حالات سے متعجب ہو کر شیخ حبیب اللہ قندھاری نے علماء قندھار کی بھری مجلس میں کہا: "مسائل دینیہ چنانکہ ایں شخص می فہمد من خود نمی فہم" (دینی مسائل کو جس طرح یہ شخص سمجھتا ہے میں خود نہیں سمجھتا)"

علامہ حبیب اللہ قندھاری حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی کی عظمتوں کے نہ صرف قائل تھے، بلکہ ہر وقت ان کی تعریف میں رطب اللسان رہتے تھے۔ چنانچہ سید عبداللہ غزنوی کے سفر میں مولانا غلام رسول قلعوی اور حافظ محمد بن بارک اللہ لکھوی شریک تھے۔ ان تینوں حضرات نے میاں صاحب سے تفسیر، حدیث اور فقہ میں استفادہ کیا۔ جب آپ کی تعلیم مکمل ہونے کے قریب تھی کہ دہلی میں ہنگامہ آزادی برپا ہو گیا۔ انگریزوں نے اس کو غدر کا نام دیا اور تاریخ میں اس کو ۱۸۵۷ء کا غدر لکھا جاتا ہے۔

دہلی سے واپسی کے بعد آپ نے افغانستان میں توحید اور اتباع سنت کی طرف لوگوں کو

دعوت دی۔ اور بدعات اور مشرکانہ رسوم کے خلاف آواز اُٹھائی تو عوام وخواص اور علمائے سوء آپ کے خلاف ہو گئے۔ چنانچہ آپ کی شکایت امیر کابل دوست محمد خاں سے کی گئی۔ امیر دوست محمد خاں نے آپ کو بلایا، اور آپ کے مخالف علماء سوء بھی وہاں پہنچ گئے۔ امیر دوست محمد خاں نے کہا کہ ان سے مناظرہ کیا جائے۔ لیکن علمائے سوء نے آپ سے مناظرہ کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ ہم مناظرہ میں شکست کھا جائیں گے۔ چنانچہ انہوں نے امیر دوست محمد خاں سے آپ کے خلاف جھوٹے الزامات عائد کیےاور بالآخر امیر دوست محمد خاں نے آپ کی جلاوطنی کا حکم صادر کر دیا۔ کافی عرصہ آپ ملک سے باہر رہے۔ اس کے بعد آپ دوبارہ واپس وطن تشریف لے گئے تو تھوڑے ہی عرصہ بعد امیر دوست محمد خاں نے ہرات میں انتقال کیا اور شیر علی خاں ملک کا امیر ہوا۔ علمائے سوء نے امیر شیر علی خاں کو بھی آپ کے خلاف اکسایا تو اس نے بھی آپ کی جلاوطنی کا حکم دے دیا۔ آپ حیران تھے کہ اب میں کہاں جاؤں۔ چنانچہ آپ ایک غار میں چھپ گئے، انہی دنوں آپ کو الہام ہوا:

﴿ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ﴾

''پس جن لوگوں نے ظلم ڈھایا تھا، ان کی جڑ کاٹ دی گئی ہے۔ اور تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔ جو تمام جہانوں کے پروردگار ہے۔''

اسی زمانے میں شیر علی خاں کا تختہ اُلٹ دیا گیا اور ذلیل و نامراد ہوا۔ اور ہرات میں جا کر پناہ لی اور اس کے بعد محمد افضل خاں امارت کے منصب پر فائز ہوا۔ اس کو بھی علمائے سوء نے آپ کے خلاف اُکسایا۔ اس نے سردار محمد عمر خاں جو اس وقت مقر کا گورنر تھا، آپ کو گرفتار کرنے کا حکم بھیجا۔ سردار محمد عمر خاں کے مسلح آدمی آپ کو گرفتار کر کے سردار محمد عمر خاں کے پاس لے گئے۔ آپ کے ہمراہ آپ کے صاحبزادگان عالی مقام مولانا عبداللہ بن عبداللہ، مولانا محمد بن عبداللہ اور مولانا عبدالجبار رحمہم اللہ اجمعین بھی ان کے ساتھ گرفتار ہوئے۔ سردار محمد عمر خاں آپ کا نورانی چہرہ دیکھ کر نرم پڑ گیا اور بڑے ادب کے ساتھ آپ کی خدمت میں عرض کی:

''آپ کیوں اس راستے کو نہیں چھوڑ دیتے؟ جو کچھ وقت کے مولوی کرتے ہیں، آپ بھی ان کے ساتھ شریک ہو جائیں۔''

آپ نے جواب میں فرمایا:

''مجھے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ میں کتاب وسنت کو جاری کروں۔''

علمائے سوء آپ سے مناظرہ ومباحثہ سے گھبراتے تھے۔ انہوں نے مخالفت برائے مخالفت کے اصول کے پیش نظر سب نے متفق ہوکر آپ کے قتل کا فتویٰ دے دیا۔ لیکن ملا مشکی جو قدرے انصاف پسند تھا، اس نے قتل کے فتویٰ پر دستخط نہ کیے۔ چنانچہ قتل کا فتویٰ واپس لے لیا گیا اور درّے مارنے کا فتویٰ دے دیا۔ چنانچہ آپ کو درّے مارے گئے، گدھے پر سوار کر کے شہر میں پھرایا گیا، داڑھی مونڈھ دی گئی اور آپ کے چہرے کو سیاہی سے سیاہ کیا گیا اور اس کے بعد قید خانے میں ڈال دیا گیا۔ حضرت سید عبداللہ فرمایا کرتے تھے کہ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے کہ:

''شہید کو قتل سے اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے جتنی کسی کو چیونٹی کے کاٹنے سے ہوتی ہے۔'' (ترمذی)

آپ نے فرمایا: ''جب مجھے کابل میں درّے مارے گئے اور مجھے اتنی بھی خبر نہ تھی کہ مجھے مار رہا یا کسی اور کو۔''

جیل سے رہا ہوئے تو علمائے سوء نے پھر بھی آپ کو آرام سے وہاں ٹکنے نہ دیا اور ظالم حکام نے بالآخر آپ کو جلاوطن کر دیا۔ آپ غزنی سے پشاور تشریف لے آئے، پشاور میں تھوڑا عرصہ قیام کرنے کے بعد آپ امرتسر (مشرقی پنجاب) آگئے اور یہاں مستقل سکونت اختیار کر لی۔

مولانا عبداللہ غزنوی کی ساری زندگی ابتلاء وآزمائش میں گزری۔ جس پر آپ ہمیشہ شاکر رہے۔ جب ذرا سکون ملا تو آپ نے درس وتدریس اور وعظ وتبلیغ کا سلسلہ شروع کیا۔ اور آپ نے ایک دینی درسگاہ ''مدرسہ غزنویہ'' کے نام سے قائم کی۔ جس میں آپ نے درس

وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ سے بے شمار حضرات نے اکتساب فیض کیا۔ وعظ وتبلیغ کا سلسلہ بھی جاری رکھا، لوگوں کو اتباع سنت کی ترغیب دیتے اور اس کے ساتھ شرک وبدعت اور محدثات سے بچنے کی نصیحت بھی کرتے۔ اس کے علاوہ آپ نے توحید، اتباع سنت اور عقائد صحیحہ پر بے شمار رسائل چھپوا کر لوگوں میں تقسیم کرواتے رہے۔

مولانا سید عبداللہ غزنوی نے ۱۵/ربیع الاوّل ۱۲۹۸ھ کو امرتسر میں انتقال کیا۔

مولانا سید عبداللہ غزنوی کا شمار اہل اللہ میں ہوتا تھا۔ علمائے اسلام نے ان کے علم وفضل کی بہت زیادہ تعریف کی ہے۔

مولانا سید عبدالحی الحسنی لکھتے ہیں:

''حضرت عبداللہ بن محمد بن محمد شریف غزنوی شیخ تھے۔ امام تھے، عالم تھے، زاہد تھے، مجاہد تھے، رضائے الٰہی کے حصول میں کوشاں تھے۔ اللہ کی رضا کے لیے اپنی جان، اپنا گھر بار، اپنا وطن سب کچھ لٹا دینے والے تھے۔ علمائے سوء کے خلاف ان کے معرکے مشہور ہیں۔''

مولانا شمس الحق عظیم آبادی لکھتے ہیں:

''وہ ہر وقت اور ہر حالت میں خدائے بزرگ و برتر کے ذکر میں ڈوبے رہتے تھے۔ حتی کہ ان کا گوشت، ان کی ہڈیاں، ان کے پٹھے اور ان کا ہر ہر موئے بدن اللہ کی طرف متوجہ تھا۔ آپ اللہ عزوجل کے ذکر میں فنا ہو گئے تھے۔''

مولانا سید عبدالجبار غزنوی فرماتے ہیں:

''وہ مرد کامل اور یکتائے روزگار تھے۔ اللہ کی طرف سے الہام اور خطاب سے نوازے جاتے تھے اور انہیں اس کی ہم کلامی کا شرف حاصل ہوتا تھا۔''

محی السنہ مولانا سید نواب صدیق حسن خاں لکھتے ہیں:

''آسمان اگر ہزار بار بھی گردش کرے مشکل ہے کہ اب ایسی جامع کمالات ہستی معرضِ وجود میں آئے۔ وہ محدث بھی تھے اور اللہ سے انہیں ہم کلامی کا شرف بھی

حاصل تھا۔"

اولاد:

آپ کے ۱۲ صاحبزادے اور ۱۵ صاحبزادیاں تھیں۔

صاحبزادوں کے نام یہ ہیں:

مولانا عبداللہ، مولانا محمد، مولانا احمد، مولانا عبدالجبار، مولانا عبدالواحد، مولانا عبدالرحیم، مولانا عبدالستار، مولانا عبدالقیوم، مولانا عبدالقدوس، مولانا عبدالرحمٰن، مولانا عبدالحی۔

اللہ تعالیٰ کا ان پر کرم تھا۔ سب محدث تھے، اور علم دین اور فقر کی دولت سے مالا مال تھے۔

محمد بن عبداللہ غزنوی

مولانا محمد بن عبداللہ غزنوی حضرت شیخ عبداللہ غزنوی کے دوسرے صاحبزادے تھے۔ تمام مشقتوں اور پریشانیوں میں اپنے والد کے ساتھ برابر کے شریک رہے۔ ان کی ولادت غزنی کے مقام صاحبزادہ میں ہوئی۔ علوم اسلامیہ کی تحصیل اپنے والد ماجد حضرت عبداللہ غزنوی سے کی اور حدیث وتفسیر کی تعلیم حضرت میاں صاحب دہلوی سے حاصل کی۔ فراغت تعلیم کے بعد امرتسر میں سکونت اختیار کی اور درس وتدریس اور وعظ وتبلیغ میں مصروف ہوئے۔

مولانا محمد بن عبداللہ کو بھی راہِ خدا میں مصائب وآلام سے دوچار کیا گیا۔ آپ کو صرف سنت رسول کی تائید وحمایت میں دہشت زدہ کیا گیا۔ علم وفضل کے اعتبار سے جامع الکمالات تھے۔